قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر۔ ابو سعید

جمعۃ المبارک 13 اگست 2021ء | 04 محرم 1443 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:191

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ بُیُوۡتِکُمۡ حَتّٰی تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَ تُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَهۡلِهَا ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۸﴾

(النور: 28)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپس میں محبت بڑھانے کا نسخہ ’’سلام میں پہل کرو‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو گے، اور تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم آپس میں محبت قائم نہ کرو۔ نیز آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا طریقہ نہ بتاؤں جس سے آپس میں محبت پیدا ہو۔ (اور وہ ذریعہ یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کرنے میں پہل کرو۔

(صحیح مسلم۔کتاب الایمان بَابُ بَیَانِ أَنَّهٗ لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّةَ إِلَّا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

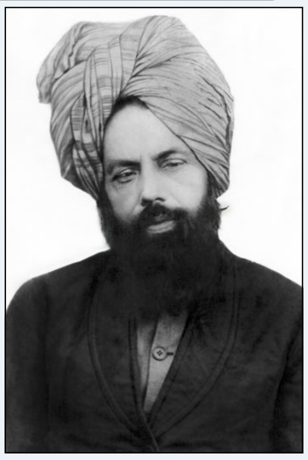

’’السلام علیکم‘‘ ایک پیارا کلمہ

اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں اگر ایک غریب ان کو السّلام علیکم کہے تو اُس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیباکی کی حرکت خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں کوئی اپنی کسرشان نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ پھر بھی بیجا تکبر نے اُن کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے جو سلامت رہنے کے لئے ایک دُعا ہے حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23صفحہ 327)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

’’حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دستور تھا کہ آپ اپنے تمام خطوط میں بسم اللہ اور السلام علیکم لکھتے تھے۔ اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے۔ میں نے کوئی خط آپ کا بغیر بسم اللہ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا۔ اور آپ کو سلام لکھنے کی اتنی عادت تھی کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو خودبخود السلام علیکم لکھا گیا۔ جسے آپ نے کاٹ دیا۔ لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا چنانچہ آپ نے دوسری دفعہ اُسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا۔ آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔‘‘

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 270، روایت نمبر 299)

فرمان خلیفہ وقت

ہر معاشرے میں ملنے جلنے کے کچھ آداب ہوتے ہیں، اچھی طرح ملنے والے کو اچھے اخلاق کا مالک سمجھا جاتا ہے، اچھے اخلاق والے جب ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر چہرے پر شگفتگی اور مسکراہٹ لاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو نہ پہچانتے ہوں تب بھی چہرے پر نرمی ہوتی ہے۔ اور جو اچھی طرح سے نہ ملے عموماً اس کے خلاف ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے کہ یہ بڑا بداخلاق ہے، کسی کام کے سلسلے میں اس کو ملنے گیا اور بڑی بداخلاقی سے پیش آیا، بڑے بیہودہ اخلاق کا مالک ہے، کام نہیں کرنا تھا نہ کرتا لیکن کم از کم مل تو اخلاق سے لیتا وغیرہ، اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ تو اس طرح کی باتیں، اچھے اخلاق سے نہ پیش آنے والے کے بارے میں دل میں پیدا ہوتی رہتی ہیں، جیسا کہ میں نے کہا۔ پھر مختلف معاشروں کے ایک دوسرے سے ملتے وقت مختلف حرکات کے ذریعے سے اظہار کے مختلف طریقے ہیں۔ کوئی سر جھکا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے، کوئی رکوع کی پوزیشن میں جا کے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے، کوئی دونوں ہاتھ جوڑ کر، اپنے چہرے تک لے جا کر ملنے کی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ پھر حال احوال پوچھ کے لوگ مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن اسلام نے جو ہمیں طریق سکھایا ہے، جو مومنین کی جماعت کو، اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو اپنے اندر رائج کرنا چاہئے وہ ہے کہ سلام کرو۔ یعنی ایک دوسرے پر سلامتی کی دعا بھیجو اور پھر یہ بھی تفصیل سے بتایا کہ سلامتی کی دعا کس طرح بھیجو اور پھر دوسرا بھی جس کو سلام کیا جائے، اسی طرح کم از کم انہیں الفاظ میں جواب دے۔ بلکہ اگر بہتر الفاظ میں گنجائش ہو جواب دینے کی تو بہتر جواب دے۔ اس طرح جب تم ایک دوسرے کو سلام بھیجو گے تو ایک دوسرے کے لئے کیونکہ نیک جذبات سے دعا کر رہے ہو گے اس لئے محبت اور پیار کی فضا بھی تمہارے اندر پیدا ہو گی۔

پھر یہ بھی بتایا کہ اسلامی معاشرہ کیونکہ امن اور سلامتی پھیلانے والا معاشرہ ہے اس لئے یہ بھی خیال رکھو کہ جب تم کسی کے گھر ملنے جاؤ تو مختلف اوقات میں انسان کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں، طبیعتوں کی مختلف کیفیت ہوتی ہے اس لئے جب کسی کے گھر ملنے جاؤ اور گھر والا بعض مجبوریوں کی وجہ سے تمہارے سلام کا جواب نہ دے یا تمہاری توقعات کے مطابق تمہارے ساتھ پیش نہ آئے تو ناراض نہ ہو جایا کرو۔ زود رنجی کا اظہار نہ کیا کرو بلکہ حوصلہ دکھاتے ہوئے، خاموشی سے واپس آجایا کرو۔ اور اگر اس طرح عمل کرو گے تو ہر طرف سلامتی بکھیرنے والے اور پر امن معاشرہ قائم کرنے والے ہو گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ستمبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ہم اپنا انتخاب نظر دیکھتے رہے (منظوم)
- ابو العلماء محترم مولوی شمس الحق خان صاحب مرحوم کا ذکر خیر
- یاد رفتگان
- بلو وہیل

دربارِ خلافت

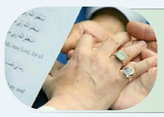

زندہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ زندہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ فرماتے ہیں:

’’غور کر کے دیکھو کہ جب یہ لوگ خلافِ قرآن و سنّت کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں تو پادریوں کو نکتہ چینی کا موقع ملتا ہے اور وہ جھٹ پٹ کہہ اٹھتے ہیں کہ تمہارا پیغمبر مر گیا اور معاذ اللہ وہ زمینی ہے‘‘ (اور یہی کچھ ٹی وی چینلوں پر ہوتا رہا ہے جس پر عرب دنیا میں بڑی بے چینی پیدا ہوتی رہی ہے۔ آخر کار جب ہماری دلیلیں سنیں، ’’حِوار‘‘ کے پروگرام سنے، ایم ٹی اے پر عربی پروگرام سنے، تب بہت سارے لوگوں نے اس کو پسند کیا اور ان دلائل کے قائل ہوئے۔ لیکن علماء پھر بھی قائل نہیں ہو رہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عیسیٰ زندہ اور آسمانی ہے اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے کہتے ہیں کہ وہ مردہ ہے‘‘۔ ان کی یہ باتیں ہیں کہ وہ جھٹ کہتے ہیں کہ تمہارا پیغمبر مر گیا معاذ اللہ وہ زمینی ہے۔ عیسائی پادری یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور آسمانی ہیں اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے عیسائی یہ کہتے ہیں کہ وہ مردہ ہے۔ یہی ان کا پراپیگنڈہ ہوتا رہا ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ’’سوچ کر بتاؤ کہ وہ پیغمبر جو افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہے ایسا اعتقاد کر کے اس کی فضیلت اور خاتمیت کو یہ لوگ بٹّہ نہیں لگاتے؟ ضرور لگاتے ہیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں یقین رکھتا ہوں کہ پادریوں سے جس قدر توہین ان لوگوں نے اسلام کی کرائی ہے‘‘ (یعنی ان مسلمانوں نے جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں) ’’اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہلایا ہے۔ اسی کی سزا میں یہ نکبت اور بدبختی ان کے شامل حال ہو رہی ہے‘‘۔ (مسلمانوں کا جو حال ہے یہ اسی وجہ سے ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ’’ایک طرف تو منہ سے کہتے ہیں کہ وہ افضل الانبیاء ہیں۔‘‘ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں) ’’اور دوسری طرف اقرار کر لیتے ہیں کہ 63 سال کے بعد مر گئے اور مسیح اب تک زندہ ہے اور نہیں مرا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا‘‘ کہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے۔) ’’پھر کیا یہ ارشاد الٰہی غلط ہے؟‘‘ فرماتے ہیں ’’نہیں۔ یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مُردہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ توہین کا نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی فضیلت ہے جو کسی نبی میں نہیں ہے۔ مَیں اس کو عزیز رکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو جو شخص بیان نہیں کرتا وہ میرے نزدیک کافر ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس نبی کی اُمّت کہلاتے ہیں اسی کو معاذ اللہ مُردہ کہتے ہیں اور اس نبی کو جس کی اُمّت کا خاتمہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ پر ہوا ہے‘‘ (یعنی ان پر ذلت اور مسکینی کی مار ڈالی گئی تھی) ’’اسے زندہ کہا جاتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 28-29۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی آ چکے، وہ اب کوئی بھی نہیں آ سکتا۔ اب نہ عیسیٰ علیہ السلام آ سکتے ہیں۔ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے نبی تھے اور وہ فوت ہو گئے۔ حضرت موسیٰ کی اُمّت کا اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ پھر آپ بیان فرماتے ہیں کہ یہ فیض اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اور آپ کی پیروی سے ہی جاری ہو سکتا ہے اور ہوا ہے کیونکہ آپ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔ چنانچہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا ہے جس کا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نبی کا اور غیر شرعی نبی کا ہے۔

(خطبہ جمعہ 20/ اکتوبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ہم اپنا انتخاب نظر دیکھتے رہے

ہم اپنا انتخاب نظر دیکھتے رہے
روح روان قلب و جگر دیکھتے رہے
لوگ آسماں پہ چاند اگر دیکھتے رہے
ہم بھی تو اپنا، رشک قمر دیکھتے رہے
وہ آئے اور پھول بکھیرے، چلے گئے
سب پیار کی نظر سے ادھر دیکھتے رہے
ہم سب رہے ہیں مہر بلب شوق دید میں
جب تک وہ بار بار ادھر دیکھتے رہے
رعب جمال و حسن سے ہم ان کی بزم میں
کچھ کر سکے نہ بات مگر دیکھتے رہے
ہم تو رواں ہیں منزل مقصود کی طرف
کچھ لوگ دور گرد سفر دیکھتے رہے
باطل کے لشکروں کے مقابل پہ آج تک
دین خدا کی فتح و ظفر دیکھتے رہے
انجام ہر عنید کا ہر سو ہے آشکار
ہم ہر عدوّ کو خاک بسر دیکھتے رہے
مقبول و مستجاب ہوا دل کا اضطرار
ہر لحظہ ہم دعا کا اثر دیکھتے رہے
سر پر مدام یورش آفات دہر میں
تائید ایزدی کی سپر دیکھتے رہے
ان کا خطاب موجب تسکین جاں ہوا
برسا خدا کا نور جدھر دیکھتے رہے
گزری ہے شاد عمر مری انتظار میں
ہم راہ ان کی شام و سحر دیکھتے رہے

محمد ابراہیم شاد

ابو العلماء مولوی شمس الحق خان مرحوم کا ذکر خیر

مولوی فضل حق خان۔ مبلغ انچارج بھو بنیشور، اُڈیشہ

آپ کے والد کا نام محرّم خان اور ماں کا نام دلہن بی بی ہے۔ آپ کی پیدائش 1941ء کو جماعت احمدیہ کیرنگ، ضلع خوردہ صوبہ اُڈیشہ میں ہوئی۔ آپ پیدائشی احمدی ہیں اور معزز دلبہرا وسردار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ خان کی کنیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا شجرۂ نسب پٹھان یا مغل خاندان سے جا ملتا ہے۔ شجرۂ نسب خاندان جناب خان بہادر مصاحب خان صاحب مرحوم ڈپٹی مجسٹریٹ اور خاندان منشی عبد الحمید خان صاحب مرحوم یونین پریذیڈنٹ کیرنگ میں مؤرخہ 30 نومبر 1973ء کو مکرم قریشی محمد حنیف قمر صاحب مرحوم مبلغ اُڈیشہ وبنگال نے ہمارے جد امجد کے شجرۂ نسب میں لکھا ہے کہ مکرم شمس الحق خان صاحب بن مکرم محرم خان صاحب بن مکرم اسماعیل خان صاحب بن مکرم عبد الرحمن خان صاحب بن مکرم بشارت خان صاحب بن مکرم مصاحب خان صاحب بن مکرم بھیکن خان صاحب بن مکرم دولت خان صاحب بن مکرم شریف خان صاحب بن مکرم جعفر خان صاحب ہیں۔ زبانی روایات کے مطابق 1970ء میں احمدیت کا نفوذ کیرنگ میں ہوا تھا اور آپ کے دادا مکرم اسماعیل خان صاحب مرحوم کے ذریعہ آپ کے گھرانہ میں احمدیت آئی تھی۔

مکرم Muralidhar Pradhan ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر خوردہ ہائی اسکول و مورخ اُڈیشہ ومصنف کتاب '‹انّوے سَنا ANWEASANA PART-II›' جلد 2، صفحہ 97-98 میں بیان کرتے ہیں کہ تقی خان نامی 1800ء کے اوائل میں ہندوستان کے شمالی علاقہ سے ایک مسلمان آیا تھا جو بہت بڑا جنگجو تھا اسکی قابلیت ومہارت کو دیکھ کر اس وقت کے خوردہ بادشاہ نے انہیں '‹دلبہرا›‹ لقب وعہدہ دے کر کیرنگ میں متعین کیا یہیں سے ہی دلبہرا خاندان جو ایک معزز خاندان کہلاتا تھا، کے سلسلہ کیرنگ کا گاؤں میں آغاز ہوا۔ اگرچہ ان سے پہلے اس بستی میں مسلمان موجود تھے۔

آپ کا بچپن کیرنگ میں ہی گزرا اور نہایت باادب و باوقار و دینی ماحول میں تربیت پائی۔ آپ کا مکان جامع مسجد کے بالکل سامنے موجود ہے۔ آپ اس زمانہ میں پانچویں کلاس تک پڑھائی کی تھی۔ پھر رزق کی تلاش میں 1955ء کو چودوار اُڈیشہ ضلع کٹک کے ایک کپڑے کی فیکٹری OTM میں نوکری کی اور آپ نے یہاں پر 1955ء تا 1972ء تک قیام کیا۔ اسی دوران 1961ء کو آپ کی شادی اسی گاؤں میں مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مصاحب خان صاحب محلہ دار الفضل کے ساتھ مبلغ/- 500 پانچصد روپے حق مہر کے عوض عمل میں آئی۔ اللہ کی مشیت کے مطابق آپ شادی کے بعد دس سال تک اولادِ نرینہ سے محروم رہے۔ اور یہی وہ حالت تھی جو آپ کو خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ کے قریب لے گئی اور عبادت، ریاضت اور دعاؤں کی طرف آپ کی ایک غیر معمولی رنگ میں توجہ پیدا ہوئی کہ اللہ کے حضور اس قدر رو رو کر گریا وزاری کرتے تھے، گویا کہ آپ دنیاداری سے لاپرواہ ہیں۔ یہی حالت ایک دن آپ کو دنیا داری سے الگ کرکے دینداری کی طرف لے گئی اور آپ چودوار کی نوکری کو چھوڑ کر خادمِ دین بننے 1972ء میں قادیان پہنچ گئے۔ خادن دین بننے میں آپ کو ایک خواب نے بہت متاثر کیا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے جب آپ چودوار میں ہی تھے اور قادیان جانے کی بات چل رہی تھی، ایک دن آپ دعائے استخارہ کرکے سوگئے نماز تہجد سے قبل آپ ایک خواب میں دیکھتے ہیں کہ آپ قادیان گئے ہوئے ہیں جلسہ سالانہ کا موقعہ تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لا رہے ہیں آپ بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کہہ کر مصافہ کر رہے ہیں اور حضور نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں، حضور کے پیچھے مولوی صاحب تکبیر کہتے ہیں۔ جب مولوی صاحب کی نیند کھلی تو مولوی صاحب نے نیت کی حالت میں ہاتھ باندھے اپنے آپ کو پایا تو فوری طور پر لیٹے ہوئے حالت میں اسی نماز کو مکمل کیا، آپ نے خدا کے حضور رو رو کر گڑگڑا کر جو دعائے استخارہ کئے تھے وہ دعا دگنا رنگ لائے۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ کی اہلیہ دس سالہ لمبے عرصہ کے بعد پہلی بار اُمید سے ہوئی۔ اور دوسری بات یہ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مستقل جس کام کے لئے پیدا کیا تھا وہ صراطِ مستقیم آپ کو مل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے محترم مولوی قمر الحق خان فاضل و ساشتری جو اِن دنوں جامعہ احمدیہ کے نائب پرنسپل ہیں کو آپ کے گھر میں پیدا کیا۔ محترم مولوی قمر الحق خان ہی مکرم ومحترم مولوی شمس الحق خان کی قبولیت دعاؤں کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ اس موقع پر اس دعا کا مختصر واقعہ سنانا مناسب ہوگا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ شادی کے بعد ایک لمبے عرصے تک اگر کسی کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تو میاں بیوی کو کن کن حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود محترم مولوی شمس الحق خان صاحب نے اپنے مالکِ حقیقی سے اپنا ایک خاص ذاتی تعلق قائم کیا ہوا تھا جو ایک مسلسل دعا اور صبر کے ساتھ کامل یقین کو چاہتا تھا سو آپ نے اپنے مولیٰ کریم سے وہ یقین وصبر کا مادہ حاصل کیا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے پیارے مولیٰ سے اس شرط کے ساتھ دعا مانگی تھی کہ اے خدا تو جو بن مانگے دینے والا اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے تو مجھے اولاد کی نعمت سے مالامال کر تو میں ضرور تیری نعمتوں کی قدر کروں گا اور اس کا حق ادا کروں گا اور تو مجھے جتنی بھی اولاد دیگا میں اُن سب کو تیری راہ میں قربان کر دوں گا۔ یہ اس مادہ پرست زمانہ میں یہ کہنا اور خدا سے کئے ہوئے وعدہ کو بعینہ پورا کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ لیکن محترم مولوی شمس الحق خان صاحب نے جو ایک الگ طبیعت کے مالک تھے اور خدا کے احسانات کو جانتے تھے اور خدا سے کئے ہوئے وعدہ کی تکمیل میں سر گرم عمل رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شادی کے دس سال بعد پانچ فرزندان اور تین دخترانِ نیک اختر سے نوازا۔ دختران میں سے ایک دختر بچپن کی عمر میں جب آپ کی ڈیوٹی جماعت احمدیہ پنکال اُڈیشہ میں تھی وفات پاگئی تھیں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ)

Moulana Shamsul Haque Khan Sb.

1972ء میں جب آپ کی اہلیہ زچگی کے لئے خوردہ سرکاری ہسپتال میں تھیں آپ اس وقت قادیان میں زیر تعلیم تھے، مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ان دنوں کیرنگ کے دورے پر آئے ہوئے تھے، معلوم ہونے پر کہ محترم مولوی شمس الحق خان صاحب کے یہاں بڑے دنوں کے بعد اولاد ہوئی ہے، خوردہ ہسپتال جاکر عیادت کی اور دعا و مالی تعاون کا حق ادا کیا۔ (فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ) اور واپس قادیان جاکر مولوی صاحب کو یہ خوش خبری سنائی۔ آپ نے اپنے مولیٰ حقیقی سے جو وعدہ کیا تھا کہ یا اللہ تو مجھے جتنی بھی اولاد دیگا میں انہیں تیری راہ میں قربان کر دوں گا۔ اس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے آپ نے پہلے چار فرزندان کو زیر نمبر وقف اولاد فارم 2719-22/18-3-1989 کو خلیفہء وقت کی خدمت اقدس میں بعد تکمیل فارم ارسال فرمایا اور محترم وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ کی طرف سے زیر روانگی خط 2623-26/8964/4-5-1989 موصول ہوا جس میں مذکورہ چار وقف اولاد کی قبولیت اور ان کی صحیح تربیت کرنے کی طرف ہدایات دی گئی تھی۔

اسی طرح خلیفہ الرابعؒ کے زمانہ میں والد محترم مولوی شمس الحق خان صاحب نے پانچواں اور آخری فرزند مکرم مولوی دبیر الحق خان صاحب کو وقف نو کی مبارک تحریک میں زیر وقف نو حوالہ نمبر 7498A شامل کیا۔ محترم مولانا بشیر احمد طاہر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان اکثر اوقات واقفین زندگی کی مثال دیتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ہندوستان میں دو ایسے واقفین زندگی بزرگ ہیں، جنہوں نے خود اپنے آپ کو وقف

کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی پوری اولادوں کو بھی واقفین زندگی بنایا، ان میں سے مکرم مولوی بشیر احمد خادم صاحب اور مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب سرفہرست ہیں۔ آج آپ کے تمام فرزندان واقفین زندگی ہیں اور مرکز احمدیت کے کسی نہ کسی شعبہ میں خدمات دینیہ بجالا رہے ہیں۔

سب سے پہلے مکرم مولوی قمر الحق خان صاحب ساشتری جو ان دنوں جامعہ احمدیہ قادیان کے نائب پرنسپل ہیں۔ دوسرے فرزند خاکسار فضل حق خان مبلغ انچارج بھو بنیشور ہیں، تیسرے فرزند مکرم مولوی حافظ تنویر الحق خان صاحب مبلغ سلسلہ ہیں جو ان دنوں مہاراشٹر میں خدمات دینیہ بجا لارہے ہیں، چوتھے فرزند مکرم مولوی نورالحق خان صاحب مبلغ سلسلہ ہیں جو ان دنوں صوبہ آندھرا کے وشاکھا پٹنم میں سلسلہ کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔اسی طرح پانچویں فرزند مکرم مولوی دبیر الحق خان صاحب مبلغ سلسلہ ہیں جو ان دنوں یو پی سیتاپور ضلع میں خدمات دینیہ بجالا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان واقفین زندگی میں بھی ایسی قربانیوں کا جذبہ، برکت اور وسعت بخشی ہے کہ مکرم مولوی قمرالحق خان صاحب کی دو اولاد ہیں اور دونوں واقفین نو ہیں۔ خاکسار کی تین اولاد ہیں جو واقفین نو تحریک میں شامل ہیں، مکرم مولوی نورالحق خان صاحب کے دو فرزند ہیں جو تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔اور مکرم مولوی حافظ تنویر الحق خان صاحب کا ایک فرزند ہے جو مبارک تحریک وقف نو میں شامل ہے۔اسی طرح محترم مولوی شمس الحق خان صاحب کے دو دختر نیک اختر ہیں، مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ جو جماعت احمدیہ سرلو نیا گاؤں اُڈیشہ میں مکرم سید شمیم احمد صاحب عقد میں آئی ہوئی ہیں،اور دوسری دختر مکرمہ شاہدہ بیگم صاحبہ جو اسی گاؤں کیرنگ کے مکرم منیرالدین خان صاحب جو محترم مولوی حسن خان صاحب پہلوان کے پوتے ہیں کے عقد میں آئی ہوئی ہیں۔

اس موقع پر محترم مولوی شمس الحق خان صاحب کے تعلیمی دور قادیان کے بارے میں مختصراً بیان کرنا مناسب ہوگا۔ آپ اس زمانہ کی ضرورت کے پیشِ نظر صرف چھ ماہ تعلیم حاصل کر کے میدانِ عمل میں چلے گئے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے چند ساتھی جو اکٹھے تعلیم حاصل کر رہے تھے وہ مکرم اُنّیم کُٹّی صاحب (کیرلہ)، مکرم یوسف صاحب (کیرلہ) اور مکرم محمد علی صاحب (مدراس) ہیں۔ اس وقت معلمین کی کلاس مبلغین کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔اور اس وقت مبلغین کلاس کے ساتھی طلباء میں سے محترم مولانا حمید کوثر صاحب، محترم مولانا سلطان ظفر صاحب، محترم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب، اور مولانا حمید الدین صاحب شمس تھے۔

اس وقت مکرم و محترم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر ہوا کرتے تھے اور استاد کے طور پر مکرم مولانا کریم الدین صاحب شاہد، مکرم مولانا انعام غوری صاحب اور محترم مولانا یوسف صاحب ہوا کرتے تھے۔

2006ء میں جامعہ احمدیہ قادیان کے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر جامعہ احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک مجلہ کا اجراء کیا گیا تھا۔ اُس مجلہ کے صفحہ نمبر 59 پر محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان اپنے مرتب زیرِ عنوان مضمون ''جامعہ احمدیہ قادیان'' میں لکھتے ہیں:

''1972ء میں مدرسہ احمدیہ میں ہی ایک اضافی کلاس کا اجراء کیا گیا تھا۔اس کلاس کا نصاب ایک سال کا تھا۔اس کے متعلمین میں سے مولانا شمس الحق خان صاحب حال مقیم کیرنگ اڑیسہ بھی تھے۔ یہ معلمین تعلیمی و تربیتی لحاظ سے مفید ثابت ہوئے۔''

آپ کی تقرری سب سے پہلے صوبہ اُڈیشہ کے جماعت احمدیہ غنچہ پاڑہ میں ہوئی۔جہاں آپ نے 1972ء تا 1974ء تک سلسلہ کے کام بخوبی سرانجام دیئے اور آج تک اس جماعت کے افراد آپ کی نہایت عزت وتکریم کرتے ہیں۔اس جماعت میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے بہت سے دلچسپ اور سبق آموز واقعات رونما ہوئے ہیں۔ اختصار کے ساتھ صرف ایک واقعہ قبولیت دعا و تربیت کے شوق وولولہ کے بارے میں از دیادِ علم کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔یہ امر چھپا ہوا نہیں ہے کہ مولوی صاحب نے بیشمار بچے بچیوں،مرد وعورتوں،اسی طرح نوجوان وعمر رسیدہ کو قرآن مجید اور تراجم اور اردو سکھایا ہے۔آپ ہمیشہ تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان تعلیم حاصل کرنیوالوں کیلئے نیز جماعت کی ترقی، فلاح و بہبودی کیلئے دعائیں کرتے تھے۔اسی دوران مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ اُڈیشہ کا سالانہ اجتماع عمل میں آیا۔یہ جماعت چھوٹی ہونے کی وجہ سے کوئی خاص پوزیشن حاصل نہیں کر پائی تھی اور انعام کی مستحق بھی نہیں ہو پائی تھی۔آخر میں سلو سائیکل ریس Slow Cycle Race کا مقابلہ رکھا گیا تھا۔اس مقابلہ میں جماعت احمدیہ غنچہ پاڑہ کے ایک خادم نے حصہ لیا تھا۔ مقابلہ شروع ہونے لگا اور ادھر مولوی صاحب کی دعا بھی شروع ہوگئی، سائیکل کے پیچھے پیچھے ہاتھ اُٹھا کر روتے جاتے دعا کرتے جاتے کہ اے اللہ یہ آخری مقابلہ ہے اور ہماری جماعت اب تک کوئی پوزیشن نہیں لے سکی۔کوئی ایک بھی انعام کا حقدار ہوگیا تو جماعت کی عزت بچ جائے گی۔ اسی سوچ وولولہ کے ساتھ دعا کرتے جاتے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اس خادم نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔الحمدللہ علی ذٰلک۔ جماعت میں متعین ہر خادم دین کی اپنی جماعت کی بہتری و ترقی کے لئے اسی قدر جوش و تڑپ ہونا چاہئے۔

آپ نے 1974ء تا 1977ء تک جماعت احمدیہ رانچی سمیلیا میں خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق پائی۔اسی طرح 1977ء تا 1984ء تک آپ نے جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنس میں ایک لمبا عرصہ خدمات سرانجام دی۔ اس دوران وہاں مکرم شیخ ابراہیم صاحب صدر جماعت ہوا کرتے تھے۔ پھر 1984ء تا 1987ء تک جماعت احمدیہ کرڈاپلی میں سلسلہ کی خدمات سرانجام دیں۔ اُس وقت مکرم محمد صدیق صاحب صدر جماعت ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح 1987ء تا 1990ء تک جماعت احمدیہ پنکال میں خدمات سرانجام دیئے۔ اس دوران پہلے مکرم ابراہیم خان صاحب اور پھر جمعہ خان صاحب صدر جماعت رہے۔ پھر 1990ء تا 1993ء جماعت احمدیہ کرڈاپلی میں دوبارہ تقرری ہوئی۔ اسی طرح 1993ء تا 1995ء تک جماعت احمدیہ نیالی کھوریہ پاڑہ میں سلسلہ کے کام سرانجام دیئے۔ نیالی علاقہ میں خدمات سرانجام دیتے وقت غیر احمدیوں اور ہندوؤں میں مولوی صاحب بہت تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اسی دوران مکرم سید نیر احمد صاحب آف بھو بنیشور نیالی میں تحصیلدار تھے، وہ کہتے ہیں مکرم مولوی صاحب جماعتی تربیت وتبلیغ کے کاموں میں انتھک محنت کرتے تھے۔ساتھ کے ساتھ ان لوگوں کیلئے بہت دعائیں کرتے تھے نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ آپ کے اخلاص وبزرگی اور دعا کی وجہ سے بہت سے لوگ بیعت کرکے احمدیت کی آغوش میں آتے تھے۔اسی طرح 1995ء تا 1997ء تک جماعت احمدیہ کیندرا پاڑہ میں خدمات سرانجام دیں۔ پھر 1997ء تا 1998ء جماعت احمدیہ بھدرک میں خدمات سرانجام دیں۔ پھر آپ نے 1998ء میں ہی جماعت احمدیہ کیندرا پاڑہ میں دوسری مرتبہ خدمت کا موقع پایا۔آخر آپکی 1998ء میں ہی ریٹائرمنٹ ہوئی۔لیکن اللہ کے فضل سے آپ کی اچھی صحت کی وجہ سے 2016ء تک ری ایمپلائمنٹ کے ذریعہ سلسلہ کی خدمات بخوبی سرانجام دیتے رہے۔

مولوی صاحب اُڈیئہ زبان کے ماہر مقرر اور اُڈیئہ زبان میں کتابچہ اور تربیتی امور پر کتاب بھی لکھنے والے، ہفت روزہ اخبار بدر اُڈیئہ کے کاموں میں بہتر مشورے اور تعاون دینے والے،صوم و صلوٰۃ کے پابند اور باقاعدہ تہجد گزار، غریب پرور، ملنسار، عاجز انکسار، دعاگو انسان تھے۔تبلیغ کا کوئی موقعہ میسر ہوتا تو اسے آپ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔سفر کے دوران ساتھی مسافروں کے ساتھ کوئی نہ کوئی تبلیغی گفتگو ضرور چھیڑ دیتے اور اسلام کا پیغام ان تک دل کش انداز میں پہنچاتے۔ ہومیوپیتھی کے ذریعہ علاج کو بھی آپ نے تبلیغ وتربیت کا وسیلہ بنایا ہوا تھا۔آپ کے پاس جو لوگ دوائی لینے آتے تھے آپ ان کے علاج کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعا بھی کرتے اور دوائی لینے والا احمدی ہوتا تو تربیت کی کوئی بات اس کو سمجھاتے اور اگر غیر مذہب کا ہوتا تو دوائی دینے کے ساتھ ساتھ اس کو تبلیغ بھی کر لیتے۔ جب نماز کا وقت ہوتا آپ مسجد کے لئے نکلتے راستہ میں سائلین آپ کے انتظار میں ہوتے۔آپ جیب میں ہاتھ ڈالتے اور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ دیتے جاتے۔ ہر ایک کی خوشی غمی میں شامل ہوتے۔ خلیفۂ وقت سے بے پناہ محبت کرتے اور ہر وقت دعا کے لئے خط لکھتے۔ایم ٹی اے پر حضور انور کے لائیو خطبہ جمعہ کا بے صبری سے انتظار کرتے اور سب گھر والوں کو حضور انور کا خطبہ سننے کی تاکید کرتے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ ارشاد فرمانے سے پہلے جب السلام علیکم کہتے تو اسے سن کر آپ کی آنکھیں پرنم ہوجائیں اور نہایت اخلاص کے ساتھ جواباً وعلیکم السلام کہتے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

منظوری سے 2011ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر لندن جانے کی سعادت پائی۔

مولوی صاحب موصوف موصی بھی تھے، جنکی وصیت نمبر 14038/11-2-1975ہے۔ مولوی صاحب اپنی عرصہ خدمات میں سینکڑوں کی تعداد میں بیعت کروائے ہیں۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں غریب احمدی بچیوں کی رشتہ کروائے ہیں۔ اسی طرح مولوی صاحب کے زیر تربیت صوبہ جھارکھنڈ و اُڈیشہ کی متعدد جماعتوں کے مبلغین کرام و معلمین کرام نے تعلیم حاصل کر کے کامیابی سے میدان عمل میں خدماتِ دینیہ بجا لا رہے ہیں مولوی صاحب ہر سال جلسہ سالانہ قادیان پر جانے کے شوقین تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان کے شعبہ نظامت تربیت کی طرف سے مولوی صاحب کی ڈیوٹی کسی نہ کسی مسجد میں تہجد پڑھانے پر لگادی جاتی تھی۔ آپ نہایت شوق سے اس کام کو باوجود سخت سردی کے وقت پر اُٹھ کر مسجد میں حاضر ہوجاتے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ نماز پڑھاتے وقت مولوی صاحب کی آواز میں ایک کشش ہوتی۔ ایک دردبھری آواز ہوتی جس سے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز میں ایک رقت، خشوع وخضوع پیدا ہوتا۔ نماز ختم ہوتے ہی بہت سے احباب مولوی صاحب سے مصافحہ کرتے اور دعا کی درخواست کرتے۔ باوجود طبیعت ناساز رہنے کی بھی ہر جلسہ اجلاس، جنازہ اور دعائیہ تقریبات میں شمولیت اختیار کرتے مولوی صاحب کے والدین بھی موصی ہیں مولوی صاحب کے ایک چھوٹے بھائی مکرم رحمٰن خان صاحب ہیں جنہوں نے ایک لمبے عرصہ تک چودوار OTM فیکٹری میں نوکری کی۔ اب کیرنگ جماعت کے حلقہ دار السلام میں زعیم انصار ہیں مولوی صاحب کی ایک بہن مکرمہ حنیفہ بی بی صاحبہ ہیں جو اسی گاؤں کے مکرم شیخ رفیق صاحب کے عقد میں آئی ہوئی ہیں۔

مولوی صاحب کو ضعیف العمری کی وجہ سے خدمات سے معذرت کر دی گئی۔ مولوی صاحب کی طبیعت دن بدن کمزور ہوتی گئی مولوی صاحب اپنی زندگی کی آخری جلسہ سالانہ قادیان میں جب گئے تھے۔ جلسہ کے بعد بڑے فرزند مکرم مولوی قمرالحق خان صاحب کے پاس قیام کیا۔ ایک روز دل کا دورا پڑا اور جالندھر میڈیکل میں جاکر ایک اسٹنٹ ڈلوانا پڑا۔ واپس اُڈیشہ آنے کے بعد صحت میں کمزوری بڑھتی گئی۔ پھر آپ کو آخر ایام میں کثرت پیشاب کا شکایت رہی، جس وجہ سے آپ کافی پریشان رہے۔ گھر میں کوئی بیٹا یا مرد نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً ان کو آخر ایام میں ماہ رمضان المبارک سے چند روز قبل خاکسار کے پاس بھونیشور میں قیام کرنا پڑا۔ 27ویں رمضان کے بعد آپ کی ضعیف العمری اور کثرت پیشاب کی شکایت نے پریشانی بہت بڑھادی۔ اور پھر کیرنگ آگئے۔ مورخہ 12مئی صبح 10:00بجے ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

بھونیشور میں قیام کے دوران روزانہ بستر میں لیٹے لیٹے فیملی کے ساتھ تربیتی اجلاس مقرر کرتے۔ اس میں خود کبھی تلاوت کرتے تو کبھی نظم اردو پڑھتے تو کبھی اُڈیئہ نظم بھی پڑھتے پھر آخر میں چند نصیحت کرتے اور دعا کرواتے تھے۔ آپ کو شروع سے ہی تبلیغ کرنا، تربیت کرنا اور جلسہ واجلاسات میں شامل ہو کر تقریر کرنا بہت پسند تھا۔ آپ کی تقریر وتربیت بہت ہی بااثر تھی اور دلوں میں گھر کر جاتی تھی۔ آپ کی بزرگی اور دعا ہر جماعت میں مقبول ومشہور ہے۔ لوگ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ آپ ایک مجسم دعا تھے۔ آپ ابوالعلماء تھے۔

2005ء جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری پر جب قادیان میں فیملی ملاقات ہوئی اُس وقت مولوی صاحب اپنی پوری فیملی کا حضور انور کی خدمت اقدس میں تعارف کروارہے تھے، حضور انور نے اس فیملی میں اس قدر واقفین کی تعداد سنکر مولوی صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''ماشآءَاللہ ایسا لگ رہا ہے کہ پورا جامعہ آپ کے کندھوں پر ہے۔'' (اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ) آپ اپنے بچوں کو بہت پیار کرتے تھے۔ اُن کی کامیابی کیلئے بہت دعائیں کرتے تھے۔ بے شک کثیر العیال تھے۔ لیکن اللہ کے اوپر کامل توکّل ویقین رکھتے تھے کہ وہی خدا ان سب بچوں کو ضرور کامیاب کرے گا۔ لوگ، رشتہ دار تعجب سے کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ اچھی اچھی نوکری کرتے ہیں۔ بہت بڑی بڑی تنخواہ پاتے ہیں لیکن ہم ہمیشہ پریشان رہتے اور سکون واطمنان قلب نہیں۔ آپ کثیر العیال ہیں معلم سلسلہ کی تنخواہ بھی بہت کم ہے۔ آپ نے کس طرح سارے بچوں کو کامیاب کیا اور شادیاں کروائی ہیں۔ آپ کہتے تھے کہ سلسلہ کی خدمات کے نتیجہ میں جو رقم ملتی ہے، بے شک وہ کم ہے۔ لیکن اسی میں اللہ تعالیٰ بہت برکت دیتا ہے۔ آپ سب اس کا عملی ثبوت دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے تمام بچوں کی بچپن سے ہی بہترین تربیت کی۔ ہمارے اسکولوں میں کبھی کبھی استاد جی ہر بچوں سے باری باری پوچھا کرتے تھے کہ بتاؤ آپ بڑے ہو کر کیا بنو گے۔ ہر بچہ اپنا مستقبل خواہش کا اظہار کرتا تھا۔ جب ہماری باری آتی تھی، ہم بولنے سے پہلے ہی ساتھ والا بچہ کہ دیتا تھا کہ استاد جی یہ خادم دین مبلغ بنے گا۔ گویا معاشرہ وگاؤں میں بھی ہر ایک کو پتہ ہوتا تھا کہ مولوی صاحب کے بچے خادم دین بنیں گے۔ ہم بھائیوں میں سے کئی بھائی دنیاوی پڑھائی میں بہت تیز اور اچھے تھے۔ اور لمبے قد کے بھی تھے، لوگ اور رشتہ دار کہتے تھے کہ آپ کو میٹرک کے بعد اچھی نوکری مل جائے گی۔ لیکن اسماعیلی تربیت یافتہ بچے اپنے بزرگ ابراہیمی استاد صفت والدین کی نیک خواہش کو پورا کیا اور نیک والدین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بچپن سے جو وعدہ کیا تھا کہ میں ساری اولاوں کو دین کی راہ میں وقف کروں گا، اسے پورا کر دکھایا۔

آپ کا نماز جنازہ خاکسار نے جماعت احمدیہ کیرنگ کے جنت الفردوس قبرستان کی جنازہ گاہ میں پڑھایا۔ اور بعد نماز عصر تدفین عمل میں آئی۔ مولوی صاحب کی وفات کے بعد پورے ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے، مرکزی ناظران ونائب ناظران کی طرف سے، مبلغین و معلمین وواقفین اور احباب جماعت کی طرف سے تعزیتی الفاظ ومولوی صاحب کی تعریفی کلمات آتے رہے۔ اسی طرح بہت سارے زیر تبلیغ غیر احمدی وہندو احباب کی طرف سے بھی تعزیتی کلمات موصول ہوئے۔

اُڈیشہ کے ایک مشہور اُڈیئہ اخبار 'Odia' ‹‹NITIDIN کے Daily کے مدیر جناب منوج کمار مہاپاترا (Manoj Kumar Mahapatra) صاحب نے مکرم مولوی صاحب کی وفات کی خبر سن کر اُن کے بارے میں ایک واقعہ بذریعہ واٹس آپ تحریر بھیجا۔ ‹‹لکھا کہ 1993ء کی بات ہے۔ ماہ اپریل میں کیرنگ میں احمدیہ مسلم جماعت کا سالانہ جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہو رہا تھا۔ مجھے ہندو دھرم کی طرف سے نمائندہ کے طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ مسجد کے وسیع عریض صحن میں اُڈیشہ کے وزیر اعلیٰ عزت مآب جناب بیجو پٹنائک اور وزیر عزت مآب جناب ڈاکٹر پرسن کمار پاٹسانی کے بعد میری تقریر تھی۔ قیام امن کے بارے میں وید ساشتروں سے تقریر پیش کی۔ میری تقریر لوگوں پر بہت اثر ہوا۔ تقریر کے بعد ملاقات کے دوران مولوی شمس الحق خان صاحب نے مجھے بہت ساری دینی کتابیں تحفۃً پیش کیں۔ اور کہا کہ تھوڑی دیر کیلئے مسجد کے اندرونی حصہ میں دینی گفتگو کریں گے۔ مجھ سے کہا کہ یہاں پر 29 سال سے جلسہ ہوتا آرہا ہے۔ بہت سارے ہندو عالم یہاں آتے ہیں۔ لیکن ایک سوال کا تسلی بخش جواب کسی سے نہیں پایا۔ آج آپ کی تقریر سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آپ اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شری کرشن جی کے بارے میں بیان ہوتا ہے کہ وہ برندابن میں گوپیوں کے ساتھ مستی کرتے تھے۔ اس بارے میں بہت ساری بے حیائی کی باتیں بھی کہی جاتی ہیں۔ اگر اس طرح کی باتیں ہم اس زمانہ میں کرنے لگیں تو کیا معاشرہ اسے قبول کریگا۔ اس سوال کا جواب اگرچہ کہ میں اس وقت جانتا نہیں تھا۔ لیکن اس بھری مجلس میں ایک مسلمانوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ اور میری بڑی عزت کرتے ہیں۔ میں اپنی عزت کو بھی گرا نہیں سکتا تھا۔ یہ سوال سن کر مجھے ایک بجلی کا جھٹکا سا لگا۔ میں اس وقت خاموش ہو گیا کچھ دیر بعد میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی۔ میں سمجھایا کہ سوچیں آپ کے گاؤں کا ایک بیس سالہ نوجوان اور سولہ سالہ ایک لڑکی اکیلے میں کسی جگہ میں بار بار جاتے ہوں تو لوگوں کو اس بات کا علم ہونے پر ضرور بکھیڑا کھڑا ہو جائے گا۔ اگر وہ لڑکی ایک آٹھ سال کی عمر کے لڑکے کے ساتھ اس جگہ پر جائے تو کوئی اس بارے میں غلط نہیں سمجھے گا۔ میں نے کہا شری کرشن جی اسی عمر میں برندابن میں مستیاں کرتے تھے۔ مشہور ہوگئے تھے۔ انہیں ہر ادب کے نظم ونثر میں کشور کہا گیا ہے۔ زندگی میں عمر کے پانچ ادوار آتے ہیں۔ طفلیت، کشور، نوجوانی، ادھیڑ اور بُڑھاپا۔ کشور عمر 5-15 کی ہوتی ہے۔ اور اسی عمر میں شری کرشن جی نے اُن گوپیوں کے ساتھ مستیاں

کرتے تھے جس کو معاشرہ میں غلط نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔مولوی صاحب جواب سُن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آج مجھے اس سوال کا جواب مل گیا۔اکثر لوگ بھی مجھے یہ سوال کیا کرتے تھے۔ مجھے مولوی صاحب کے اس سوال کا جواب دینا اگر چہ کہ بہت مشکل امر تھا لیکن جواب دینے میں اشور نے میری مدد کی اور میرا دل و دماغ جس علاقہ میں گھوم رہا تھا، اس علاقہ میں آج مولوی صاحب داخل ہو چکے تو میں دل کی گہرائیوں سے موصوف مولوی صاحب کی مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔''

اسی طرح محترم مولوی شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری قادیان مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب مرحوم ومغفور کے بارے لکھتے ہیں کہ محترم شمس الحق خان صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے 5 بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ آپ نے اپنی ساری نرینہ اولاد وقف زندگی کر دی اور اُنہیں مبلغ بنا کر جماعت کی خدمت کے لئے پیش کیا۔ خاکسار کو آپ کے تین بیٹوں مکرم قمرالحق خان صاحب نائب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان۔مکرم فضل حق خان صاحب مبلغ سلسلہ بھو بنیشور اور مکرم تنویر الحق خان صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ خاص رابطہ کا موقعہ ملا۔

1993ء میں خاکسار نے جامعہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لیا تو اُس وقت مکرم فضل حق خان صاحب میرے ہم جماعت اور کلاس فیلو تھے۔ 2000ء میں جب خاکسار بنارس تخصّص کے لئے گیا تو وہاں مکرم قمرالحق خان صاحب سنسکرت میں آخری سال تخصّص کر رہے تھے۔آپ کے ساتھ ایک کمرہ میں ایک سال سے زائد عرصہ رہنے کا موقع ملا۔ 2007ء میں جامعہ احمدیہ قادیان میں مکرم تنویر الحق خان صاحب کو پڑھانے کا موقعہ ملا۔

خاکسار اس بات پر گواہ ہے کہ محترم شمس الحق خان صاحب نے اپنے تمام بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔اور اُنہیں اس بات پر بار بار تاکید کی کہ ہر حالت میں جماعت کی خدمت کو مقدم رکھنا ہے۔

2001ء میں خاکسار کو مکرم قمرالحق خان صاحب کی شادی کے موقع پر کیرنگ جانے کا موقعہ ملا اور مکرم شمس الحق خان صاحب مرحوم کے گھر میں قیام کا موقعہ ملا۔ آپ انتہائی مہمانواز، ملنسار، اور محبت کرنے والا شخصیت کے مالک تھے۔اپنے عزیز بچوں کی طرح خاکسار سے محبت کرتے اور معمولی باتوں کا بھی بہت دھیان رکھتے تھے۔2001ء سے جو آپ سے تعارف پیدا ہوا وہ آخری وقت تک قائم رہا۔ہر سال جب آپ کو جلسہ سالانہ قادیان میں آنے کا موقعہ ملتا تو خاکسار سے ضرور ملتے اور میری خیروعافیت ضرور دریافت کرتے۔

آپ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے۔جلسہ سالانہ قادیان کے دنوں میں ایک بار آپ کو مسجد دارالانوار میں نماز تہجد پڑھانے کا موقعہ ملا۔اس پر آپ کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ تھی کہ اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کا اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں موقع عنایت فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے۔

آپ کو تبلیغ کا انتہائی شوق تھا۔خصوصاً اُڑیہ زبان میں بہت لگن سے تبلیغ کرتے۔خاکسار نے بنارس ہندو یونیورسٹی سے ہندو مذہب پر تخصص کیا اس لحاظ سے کئی بار مجھ سے ہندو مذہب کے حوالے سے کئی باتیں دریافت کرتے اور کئی باتیں بیان کرتے تھے۔جماعت احمدیہ کیرنگ اُڈیشہ نے 2014ء میں اپنا 51واں جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ اس موقعہ پر خاکسار کو مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے جانے کا موقعہ ملا۔ اُڈیشہ کے جماعتوں کا یہ طریق کار ہے، ایک وہ مرکزی نمائندہ کی آمد سے بھر پور فائدہ حاصل کرنے کے لئے ایک کے مسلسل جماعتوں میں جلسہ سالانہ کرتے ہیں۔تاجو لوگ کسی دوسری جماعت کے جلسہ میں کسی وجہ سے شامل نہ ہو سکے وہ اپنی جماعت کے جلسہ میں شامل ہو سکیں۔

2014ء جلسہ سالانہ کے بعد آپ کی طبیعت ضعیفی کی وجہ سے علیل تھی۔ لیکن اس کے باوجود جلسہ سالانہ کیرنگ کے تینوں دن کے پروگرام میں شامل ہوئے۔سارے اُڈیشہ میں احباب جماعت آپ سے خاص محبت اور عزت کرتے تھے۔

اس موقع پر محترم محمد نورالدین امین صاحب ضلعی امیر خوردہ ونیاگڑھ مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جماعت نے ایک بزرگ اور تجربہ کار مقرر کو کھول دیا ہے۔ایک دفعہ بھو بنیشور کے آچارجیہ بہار کے ایک مذہبی ادارے کی طرف منعقدہ جلسہ پیشوایان مذاہب میں مدعو کئے گئے تھے۔مولوی صاحب صرف احمدیوں میں مشہور ومعروف نہیں تھے بلکہ غیروں میں بھی مقبول تھے۔جماعت نے واقعی ایک ہردل عزیز وعالم کو کھو دیا۔ چودوار سے جب جامعہ میں پڑھنے کے لئے گئے وہ واپس دنیاداری کی طرف کبھی مڑ کر نہ دیکھا۔جماعت کیلئے ایک جرنیل کی طرح انہوں نے کام کیا۔ انہوں نے اپنی ساری اولاد کو واقفین بنایا ہے۔مولوی صاحب میرے لئے بھی ایک نمونہ تھے۔میں نے ایک دفعہ ان سے پوچھا کہ آپ نے کس طرح اپنے سارے بچوں کو وقف کر دیا۔آپ نے کہا میں اس بارے میں کہنا ایک تکبر ہوا آپ ان سب کے لئے دعا کریں۔ایک نایاب وقیمتی وجود تھے۔ہم نے ان سے سیکھا کہ وقف کر نا کس کو کہتے ہیں۔مولوی صاحب ایسے جرنیل تھے جنہوں نے اپنی جان، مال، وقت، اور عزت اور سب کچھ دین کے لئے قربان کیا۔

خوردہ ونیاگڑھ کے سابق ضلعی امیر محترم سید خالد احمد صاحب مولوی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب مرحوم ایک جید عالم تھے۔ ہمارے درمیان اب وہ نہیں رہے۔ساری فیملی کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔بہت دعا گو نیک طبیعت کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسمندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولوی صاحب کی وفات کی خبر صوبہ اُڈیشہ کے 12اخبارات (SAMBAD, DHARITRI, SAKAL, PRAGATIVADI, ODISHA BHASKAR, AMRUTA DUNIA, NAXETRA JYOTI, PRASANT, ODIARA SANMAN, AJIKALI, SEITHU ARAMBHA, JUBA MORCHA میں شائع ہوئے۔ اخبار SAMBADنے مولوی صاحب موصوف کے بارے میں لکھا کہ مولوی صاحب اردو، عربی اور فارسی میں علم حاصل کر کے خدمت دین کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اپنی پوری زندگی میں پیغام حق پہنچانے کیلئے وہ اپنے صوبہ اور صوبہ کے باہر بھی جا کر کام کیا۔صلح و پیغام امن پہنچانے کے ساتھ ساتھ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا تعلیم بھی دیتے رہے۔اخبار DHARITRI نے لکھا کہ مولوی صاحب مرحوم ایک بہترین خادم دین، غریب پرور، سماج میں پیار و محبت پھیلانے والے، وید، پُران اور قرآنی علم کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب کے بارے میں بہت علم رکھنے والے شخص تھے۔اسی طرح اخبار PRAGATIVADI اور ODISHA BHASKAR نے مولوی صاحب کے بارے میں لکھا کہ ایک بہترین عالم، فاضل، نیک، متقی، دعا گو، ملنسار، مہمان نواز، خوش اخلاق اور ہمدرد شخص تھے۔

آپ ہندو دھرم کے بارے میں گہرا علم رکھنے والے، ساشتر کی بہت ساری باتیں اصل عبارت کے ساتھ سنسکرت میں یاد رکھے ہوئے تھے جس کو پیش کر کے ہندوؤں میں خوب تبلیغ کیا کرتے تھے۔ہندوؤں میں بہت مشہور ومعروف شخص تھے۔کئی پیشوایان مذاہب کے جلسوں میں مولوی صاحب کو خصوصی دعوت نامہ آتا تھا۔اور وہ اس محفل کی رونق ہوا کرتے تھے۔تقریر وجلسہ ختم ہوتے ہی غیرمسلم احباب آکر ملاقات کرتے اور تعجب کا اظہار کرتے کہ ہم لوگ ہندو ہونے کے باوجود ساشتروں کی صحیح تفسیر ہمیں معلوم نہیں، آپ کی تفسیر نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔بہت سارے اداروں کی طرف سے بھی مولوی صاحب کی عزت افزائی کی جاتی تھی۔

مورخہ 2جون 2021ء کو 12بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد علی صاحب اسلام آباد یوکے کی نماز جنازہ حاضر اور 30مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جس میں خاکسار کے والد مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب واقفین زندگی کا جنازہ غائب بھی شامل تھا۔الفضل انٹرنیشنل 11جون 2021ء کے صفحہ نمبر 14 کالم نمبر 4-5میں والد صاحب کی کوائف اس طرح سے درج ہیں کہ 'مکرم شمس الحق خان صاحب معلم سلسلہ (پنشنر۔جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اُڈیشہ۔انڈیا 12 مئی 2021ء کو وفات پا گئے تھے۔صوبہ اُڈیشہ اور صوبہ بہار کی جماعتوں میں تعلیم وتربیت اور تبلیغ کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔علمی ذوق رکھنے والے خادم سلسلہ تھے۔آپ نے اپنے پانچوں بیٹوں کو وقف کیا جو بطور مبلغین بھارت کے مختلف صوبوں میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ایک بیٹے مکرم قمرالحق خان صاحب نائب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان ہیں۔مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب بھائیوں کو اپنے والدمحترم کی نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے نیک نمونوں کو زندہ رکھنے والا بنائے، ان کی دعاؤں کا وارث بنائے اور خلیفہ وقت کی توقعات پر پورا اترنے والا بنائے۔اپنی آئندہ نسل درنسلوں کو بھی نیک خادم دین بنائے۔آمین

عطاء الشافی۔ متعلم درجہ سادسہ، جامعہ احمدیہ قادیان

یاد رفتگان

مکرم یاسین خان آف کیرنگ، اڈیشہ، انڈیا کا ذکر خیر

خاکسار کا تعلق جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ سے ہے۔اس وقت جامعہ احمدیہ قادیان درجہ سادسہ میں زیر تعلیم ہے۔

میرے پڑ نانا مکرم یاسین خان صاحب مرحوم کا تعلق اڈیشہ کی ایک پرانی اور بڑی جماعت کیرنگ سے تھا۔آپ کو کیرنگ میں 31 سال تک بطور معلم سلسلہ کام کرنے کی توفیق ملی۔الحمد للہ۔آپ کے والد کا نام مکرم چھکو خان صاحب اور والدہ مکرمہ میرا بی بی صاحبہ تھیں۔مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں بطور یادگار چھوڑی ہیں۔مرحوم بہت سادہ مزاج، بااخلاق، پنج وقتہ نمازوں کے پابند، مہمان نواز ،اور ہمیشہ دوسروں کی مدد کیا کرتے تھے۔یتیموں اور مسکینوں کا خیال رکھنے والے تھے۔مسجد کو اپنا گھر سمجھتے تھے۔ زندگی کے آخری لمحہ تک باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے مسجد جاتے رہے۔ ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے درود شریف اور آیت الکرسی پڑھتے رہتے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔مرحوم کے چھوٹے بیٹے مکرم شعیب احمد صاحب کو اس وقت جماعت احمدیہ کیرنگ میں بطور سیکریٹری امورِ عامہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔اور چھوٹی بیٹی مکرمہ امۃ الحفیظ صاحب کو بطور صدر لجنہ اماء اللہ کیرنگ خدمت کی توفیق مل رہی ہے اسی طرح میری والدہ مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ جو مرحوم کی سب سے بڑی نواسی ہے کو بطور صدر لجنہ محمود آباد، اڈیشہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے

یاسین خان صاحب

میرے پڑ نانا مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔مشکل سے مشکل حالات میں بھی تبلیغ کا کام نہیں چھوڑا۔ دور دور کے علاقوں میں جاکر تبلیغ کیا کرتے تھے۔فضول خرچی کو ناپسند کرتے۔مسجد اور مدرسہ میں بچوں کو یسرنا القرآن، قرآن کریم کا ترجمہ اور دیگر جماعتی کتب پڑھایا کرتے تھے۔مرحوم کو جامع مسجد کیرنگ میں 29 سال تک ماہ رمضان کے بابرکت ایام میں اعتقاف بیٹھنے کی توفیق ملی۔میرے پڑ نانا مرحوم کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے تین صحابہ کرام سے ملاقات اور گفتگو کا شرف حاصل ہوا۔ان کے اسماء یہ ہیں:

(1) حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ

(2) حضرت مولانا سرور شاہ صاحبؓ

(3) حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب جٹؓ۔

1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر میرے مرحوم پڑ نانا صاحب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے مصافحہ کیلئے ایک لمبی قطار میں کھڑے انتظار کر رہے تھے کہ کب اُن کو خلیفہ ٔوقت سے ملاقات کا شرف حاصل ہو۔ پڑ نانا صاحب مرحوم نے حضورؒ کی خدمت میں تحفہ پیش کرنے کیلئے ایک خوبصورت سونٹی رکھی تھی۔ جب آپ کی باری آئی آپ نے حضورؒ سے مصافحہ کیا اور وہ سونٹی حضورؒ کو پیش کی حضورؒ نے تبسم فرمایا اور سونٹی قبول فرمائی اور چند لمحات اس پر نظر ڈالنے کے بعد فرمایا لو اب یہ سونٹی میں آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں۔ یہ سن کر پڑ نانا صاحب نے وہ سونٹی حضورؒ سے لے لی۔ یہ سونٹی بطور تبرک اور یادگار گھر میں محفوظ ہے۔ الحمد للہ۔

پڑ نانا مرحوم گُردے کی تکلیف میں مبتلاء تھے۔مؤرخہ 2 جون 2002ء کو آپ کی وفات ہوئی۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ) اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کی نسلوں کو ان کے نیک نمونہ پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے اور خدمتِ دین بجالانے کی توفیق دے۔(آمین)

آج کی دعا

رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا (طٰہٰ:115)

ترجمہ:اے میرے ربّ! مجھے علم میں بڑھادے۔

یہ قرآنِ مجید میں مذکور علم میں ترقی حاصل کرنے کی دعا ہے، جو خدا تعالیٰ نے سید و مولیٰ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ امتِ مسلمہ کو سکھائی۔

قرآن وحدیث میں علم کی فرضیت اور اس کے حصول کی ترغیب جابجا بیان ہوئی ہے۔یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے تو یہ تک فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز علم کے حصول کے لئے توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ مِنَ الۡمَھۡدِ اِلَی اللَّحۡدِ یعنی چھوٹی عمر سے لے کے، بچپنے سے لے کے آخری عمر تک جب تک قبر میں پہنچ جائے انسان علم حاصل کرتا رہے۔تو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی۔ پھر اس کی اہمیت کا اس سے بھی اندازہ لگالیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم یا دعا پر سب سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا۔ اور آپؐ عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ تو خود آپؐ کو علم سکھانے والا تھا اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب بھی آپ پر نازل فرمائی جس میں کائنات کے سربستہ اور چھپے ہوئے رازوں پر روشنی ڈالی جس کو اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شاید سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ پھر گزشتہ تاریخ کا علم دیا، آئندہ کی پیش خبریوں سے اطلاع دی لیکن پھر بھی یہ دعا سکھائی کہ یہ دعا کرتے رہیں کہ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا۔ بہرحال ہر انسان کی استعداد کے مطابق علم سیکھنے کا دائرہ ہے اور اس دعا کی قبولیت کا دائرہ ہے۔ وہ راز جو آج سے پندرہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بتائے آج تحقیق کے بعد دنیا کے علم میں آرہے ہیں۔ یہ باتیں جو آج انسان کے علم میں آرہی ہیں اس محنت اور شوق اور تحقیق اور لگن کی وجہ سے آرہی ہیں جو انسان نے کی۔

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

(خطبہ جمعہ 18/ جون 2004ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مدثر ظفر

بلو وہیل

دنیا کا سب سے بڑا جانور

بلو وہیل کا شمار دنیا کے سب سے بڑے جانور میں ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی تین اسکول بسوں اور اس کا وزن پندرہ اسکول بسوں کے برابر ہوتا ہے۔ یہ اب تک ملنے والے سب سے بڑے ڈائنوسار Triceratops کے فاسل سے بھی تین گنا بڑی ہے۔ اس کی جسامت کا اندازہ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ یہ بوئنگ 737 جہاز سے بھی بڑی ہوتی ہیں۔ اور اس کا وزن 150 ٹن تک ہوسکتا ہے۔ غیر معمولی جسامت کی بدولت آج تک کسی بھی زندہ بلیو وہیل کا وزن کرنا ممکن نہیں ہوسکا۔ اس کا جبڑا 90 ڈگری تک کھل سکتا ہے اور اتنا بڑا ہوتا ہے کہ 100 افراد اس میں بیٹھ کر آسانی سے میٹنگ کر سکتے ہیں۔ یہ 31 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے تیر سکتی ہیں۔ بلو وہیل اکیلے سفر کرنا پسند کرتی ہیں اور دوسرے ممالیہ جانوروں کی نسبت گروپ کی شکل میں نہیں رہتیں۔ یہ اکھٹی صرف بریڈن سیزن میں جوڑے کی صورت میں ہوتی ہیں یا صرف ماں اور بچہ ساتھ میں رہتے ہیں۔ یہ بریڈنگ سیزن کے لیے ٹھنڈے پانی سے گرم پانیوں کی طرف ہجرت کرتی ہیں اور ہجرت کے دوران یہ ایک دوسرے سے کئی کئی کلومیٹر کے فاصلہ پر رہ کر سفر کرتی ہیں۔ Leaner Month یعنی ایسے مہینے جن میں خوراک ناکافی یا بالکل نہ ہو بلیو وہیل پہلے سے حاصل شدہ خوراک جو چربی کی صورت میں محفوظ ہوتی ہے استعمال کرتی ہیں۔ اس حالت میں یہ چھ ماہ تک بغیر کچھ کھائے رہ سکتی ہیں۔

بلیو وہیل کے کان نہیں ہوتے ہیں لیکن ان میں سننے کا شاندار نظام موجود ہے۔ یہ اپنے اندرونی کان اور اس میں موجود آواز کے ارتعاش کو محسوس کرنے والی حساس ہڈیوں کی بدولت سنتی ہیں۔

بلیو وہیل کی آواز دنیا میں پائے جانے والے کسی بھی جانور سے زیادہ بلند ہے۔ اس کی آواز کو 188 ڈیسیبل تک ریکارڈ کیا گیا ہے جو جیٹ انجن کی آواز سے بھی زیادہ ہے۔شیر 118 ڈیسیبل، ہاتھی 103 ڈیسیبل تک بلند آواز پیدا کر سکتے ہیں۔

اپنی اس طاقتور اور بلند آواز کو بلو وہیل ایک دوسرے سے رابطہ کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ بلیو وہیل آواز کی جو فریکوئنسی پیدا کرتی ہے اسے پانچ سو میل دور تک سنا جا سکتا ہے۔ محققین کا ماننا ہے کہ بلیو وہیل اپنی زبان میں ایک دوسرے سے باتیں کرتی ہیں۔ اپنی آواز کو تاریک سمندر میں یہ بطور سونار نیویگیشن (آواز کی لہروں کی مدد سے راستہ تلاش کرنا) کے طور بھی استعمال کرتی ہیں۔

بلیو وہیل کی عمر کا اندازہ اس کے کان میں موجود میل Earwax سے لگایا جاتا ہے، ہر چھے ماہ بعد اس میل پر ایک نئی تہ چڑھ جاتی ہے۔ بلیو وہیل کی اوسط عمر 80 سے 90 سال کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ دوسرے ممالیہ جانوروں کی نسبت زیادہ عرصہ جیتی ہیں۔ اب تک سب سے بڑی عمر 110 سال ریکارڈ کی گئی ہے۔ یہ عمر اس کے کان میں موجود میل سے ہی معلوم کی گئی تھی۔ اپنے عظیم جثہ کو توانا رکھنے کے لیے بلیو وہیل کو روزانہ چار ٹن خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔

یعنی ایک افریقی ہاتھی کے وزن سے بھی زیادہ، حیرت انگیز طور پر دنیا کے سب سے بڑے جانور کی خوراک سمندر کی بہت ہی چھوٹی سی مخلوق کرل Krill ہیں۔ ایک دن میں یہ چالیس ملین کرل کھا جاتی ہے۔ اتنے کرل ایک ساتھ نگل لینے کی وجہ سے بعض اوقات انہیں ہضم کرنے میں مشکل ہوتی ہے اور یہ اسے اگل دیتی ہیں۔ یہ مواد جسے Embergris کہا جاتا ہے سطح آب پر تیرتا رہتا ہے جسے لوگ جمع کر لیتے ہیں۔ شروع میں یہ مواد نرم ہوتا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ سخت ہو جاتا ہے اور اس میں خوشبو پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ خوشبودار مواد کئی مہنگے پرفیوم بنانے میں استعمال ہوتا ہے، نیز اس سے ادویات بھی بنائی جاتی ہیں۔ اس مواد کے صرف سات گرام کی قیمت 50000 امریکی ڈالر تک ہوتی ہے۔

یہ اپنا ٹرنک جیسا منہ کھول کر کرل کے غول کے غول ایک وقت میں اپنے منہ کے اندر بھر لیتی ہے۔ کرل کے ساتھ بہت سا پانی بھی بلیو وہیل کے منہ میں چلا جاتا ہے جسے اپنے جبڑے کے اوپری حصہ جسے Baleen Bristles کہا جاتا ہے سے نکال دیتی ہے۔ یہ برسل اتنے باریک ہوتے ہیں کہ ان میں سے پانی گزر جاتا ہے اور کرل منہ کے اندر رہ جاتے ہیں۔ یعنی یہ برسل ایک طرح سے چھلنی کا کام کرتے ہیں۔ ایک سیکنڈ میں 3000 لیٹر پانی اس کے اندر سے فلٹر ہو کر باہر نکل جاتا ہے۔

Baleen Bristles. بیلین برسل 19 ویں صدی میں خواتین کے ملبوسات میں بطور فیشن کے بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

بلیو وہیل کے جسم پر لکیریں ہوتی ہیں جو ہر وہیل کی دوسری وہیل سے مختلف ہوتی ہیں۔جس طرح انسانوں کے ہاتھ کی لکیریں دوسرے انسان سے نہیں ملتی اسی طرح ایک بلیو وہیل کی یہ لکیریں دوسری وہیل سے منفرد ہوتی ہیں۔

پیدائش کے وقت بچے کی لمبائی 23 فٹ تک ہوتی ہے اور اس کا وزن بوقت پیدائش 7000 پاؤنڈ تک ہوتا ہے۔ دنیا میں موجود اور کسی بھی جانور کا بچہ بوقت پیدائش اتنا بڑا اور وزنی نہیں ہوتا۔ پیدائش کے بعد بچے کے وزن میں روزانہ 200 پاؤنڈ کا اضافہ ہونے لگتا ہے۔ بڑھنے کی یہ رفتا دنیا میں کسی بھی جاندار سے زیادہ ہے۔ بچہ ایک دن میں اپنی ماں کا 500 لیٹر دودھ پی جاتا ہے۔

وہیل کا تیل 19 ویں صدی میں بہت اہمیت کا حامل تھا جس کے حصول کے لیے وہیل کا شکار بڑے پیمانہ پر کیا جاتا تھا۔ ایک اندازہ کے مطابق ساٹھ سالوں کے دوران 360 ملین بلیو وہیلز کا شکار کیا گیا۔

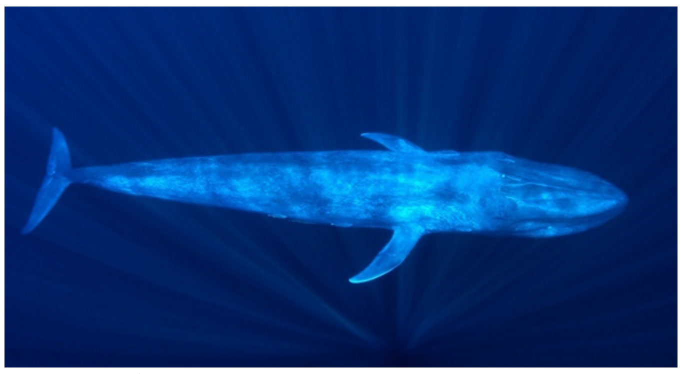

غیر معمولی جسامت کی بدولت بلیو وہیل کا شکار تقریباً ناممکن تھا۔ ایک نارویجین شخص اسٹیفن فائن نے Harpoon (ایک ایسا ہتھیار جسے میزائل کی طرح فائر کیا جاتا تھا) نامی ہتھیار ایجاد کیا جس کی بدولت وہیل کا شکار کرنا نہایت آسان ہوگیا۔

ڈولفن کی طرح بلیو وہیل بھی اپنے آدھے دماغ کے ساتھ سوتی ہے۔

اس کے شکار پر پابندی اور افزائش کے حوالہ سے مؤثر اقدامات کے باعث بلیو وہیل کی تعداد میں کافی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ایک دوسرے کو مسکراتے ہوئے چہرے سے ملنا اسلام کا ایک بہت ہی حسین خُلق ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنے ملنے والوں کو مسکراتے ہوئے چہرے سے ملکر ان کے دل خوش کرو تو یہ بھی تمہارا ایک نیک خُلق شُمار ہوگا اور تم خدا کے حضور ثواب کے مستحق ٹھہرو گے۔ آپؐ مزید فرماتے ہیں کہ راستے سے تکلیف دِہ اور کانٹے دار چیز کو ہٹا دینا، جس سے راستے پر چلنے والے بھائی کو تکلیف پہنچنے کا ڈر ہو، بھی نیکی میں شُمار ہوتا ہے۔ آجکل کے معاشرے میں ان کا فقدان نظر آتا ہے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم ان چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر عمل کر کے نہ صرف اپنے بھائی بہنوں کے دل جیت سکتے ہیں بلکہ ثواب کے مستحق بھی ٹھہر سکتے ہیں۔

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

13 اگست 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:37	18:52
مدینہ منورہ	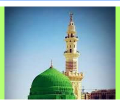	04:32	18:57
قادیان		04:23	19:14
ربوہ		04:03	18:54
اسلام آباد ٹلفورڈ	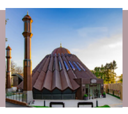	04:17	20:28